پاکستانی جامعات میں مطالعۂ فیض کی روایت

ڈاکٹر روبینہ ترین*

Abstract:

Once upon a time in the Department of Urdu in various Universities in Pakistan modern literature generally and progressive writing especially were forbidden. Faiz is also one example in this story. This article reflects that how Faiz was increase a part of the curriculum later. It also tells about the research done in various Urdu Departments in Pakistani Universities.

نامور ادیب حمید اختر اپنی وفات سے پہلے جس طرح ترقی پسند تحریک کے ابتدائی برسوں کا ذکر کرتے ہوئے ساحر لدھیانوی اور فیض احمد فیض کو بڑے رومانوی بلکہ والہانہ انداز میں یاد کرتے تھے اس پر انتظار حسین نے لکھا تھا کہ ترقی پسند ہمیں عمر بھر Nostalgia کا شکار ہونے کا طعنہ دیتے رہے مگر خود بھی Nostalgia سے باہر نہیں آ سکے۔ حمید اختر کو دیکھو ہر مرتبہ اس کے کالم سے ساحر لدھیانوی یا فیض احمد فیض برآمد ہو جاتے ہیں جس طرح ایک عرصے تک تاریخ ادب اردو یا اسالیب نثر کا ذکر کرتے ہوئے ہم اپنے طالب علموں کو ۱۸۵۷ء کے بارے میں بتانا اس لیے ضروری سمجھتے ہیں کہ نئے دور اور تحریکوں کا زمانی پس منظر بیان کرنا بہت ضروری ہے اسی طرح اب ایک عرصے سے جو کچھ ہمارے معاشرے میں ہو رہا ہے اس پر روشنی ڈالنے سے پہلے ضیاء الحق کے زمانے کے بات کرنا ضروری ہے کہ ہماری فکری پسماندگی اور خاص طور پر ہماری جامعات میں سماجی علوم کے تدریسی طریقے کو جامد اور شعور سے عاری بنانے کا رواج اسی زمانے میں آیا، اس لیے یہ بتانا بھی غیر ضروری نہیں کہ ہماری جامعات میں اس دور میں سیاسیات کے مضمون میں دستوری تاریخ کے نصاب والے حصے میں بھی ۱۹۷۳ء کا دستور شامل نہیں تھا۔ یہی

---

* صدر نشین شعبہ اردو، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان۔

کافی نہیں ہمیں بھی بار بار مختلف وزارتوں میں ایک خط لکھ کر بھیجنا ہوتا تھا کہ ہمارے کتاب خانے میں کوئی ایسی کتاب نہیں جو نظریۂ پاکستان کے منافی ہو اور آپ سب جانتے ہیں کہ اس زمانے میں نظریۂ پاکستان کی تشریح اور توضیح کا حق صرف کسی خاص ادارے یا جماعت کو حاصل تھا تاہم میرا تعلق جس یونیورسٹی سے ہے اس میں یہ دعویٰ کرتے ہوئے فخر محسوس ہوتا ہے کہ اس زمانے میں جب ملتان یونیورسٹی کے بورڈ آف سٹڈیز اور نصاب سازی میں لاہور کے بعض دانشوروں اور صالحین کو فیصلہ کن مقام حاصل تھا تب بھی ہم نے سب سے پہلے تنقید کے پرچے میں عملی تنقید کے ضمن میں فیض احمد فیض کی منظومات شامل کیں تو ہمیں سختی سے ہدایت کی گئی کہ نقشِ فریادی کے پہلے حصے کے سوا دوسری کوئی گستاخانہ نظم اپنے طالب علموں کے روبرو پڑھنی بھی نہیں چاہیے، کیونکہ فیض کا نقشِ فریادی' کے دوسرے حصے ہی سے ایک مرکزی نظریہ اور روح عصر کے شاعر ہونے کا احساس ابھرا اور اس کی شاعری سے ایک ایسی فکر سامنے آئی جس میں عوام اور عوامی جدوجہد کا رنگ نمایاں ہونے لگتا ہے رفتہ رفتہ ہم نے اپنے معاشرے میں جاری مزاحمتی تحریک میں اپنا حصہ ڈالا اور جدید شاعری کے پرچے میں نہ صرف فیض کو شامل کیا بلکہ فیض سے متعلق اپنے طالب علموں کی تحریروں کو شائع کیا اور نتیجہ میں انکوائریوں کا سامنا کیا، ہمیں فخر ہے کہ پاکستانی جامعات میں سب سے پہلے ملتان یونیورسٹی نے فیض احمد فیض کے فکر و فن پر اردو کے ایک استاد صلاح الدین حیدر کو پی ایچ ڈی کی رجسٹریشن دی جسے مارچ ۱۹۸۱ء میں شاہی قلعہ لاہور میں رکھا گیا تھا اور بیڑیاں پہنائی گئی تھیں۔

ہمارے یہاں مطالعۂ شعر و ادب کی روایت کے ساتھ یہ ایک عجیب المیہ ہی کہا جا سکتا ہے کہ کسی ایک عہد کے تخلیقی رجحانات یا تخلیقی شخصیت کے متنوع پہلوؤں کو تجزیاتی نقطۂ نظر سے دیکھنے سے پہلے اُسے اکثر ماضی قریب کے رجحانات یا تحاریک کے تناظر میں سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے اور اگر اس نوع کی کسی کوشش سے بات بن نہ پڑے تو زیرِ بحث رجحان، تحریک یا شخصیت بالآخرئی یا جدیدیت کا خطاب خود بخود حاصل کر لیتی ہے۔ عصرِ حاضر میں متن اساس تنقید اور تعبیر کے مستحکم ہوتے تصورات نے کسی حد تک اس مروجہ روش اور تجزیاتی انداز کو تبدیل کرنے میں خاطر خواہ کردار ادا کیا ہے۔

فیض احمد فیض (۱۹۱۱ء۔۱۹۸۴ء) کی شخصیت اور شاعری کے مطالعے کی روایت کو بھی کچھ اسی نوعیت کے مسائل درپیش رہے ہیں۔ کسی نے فیضؔ کو اپنے مخصوص تنقیدی زاویۂ نظر سے میرؔ، غالبؔ اور اقبالؔ کی روایت کا ہی اگلا علمبردار قرار دیا تو کسی نے اپنی انقلاب پسند طبیعت اور روسی سحر انگیزی کے پیشِ نظر اُنھیں صرف انقلاب کا استعارہ سمجھا لیکن کلامِ فیضؔ کی نئی تعبیر کے ذریعے فیضؔ کی متنوع تخلیقی شخصیت کو تلاش کرنے کی وہ سنجیدہ کوشش بہت کم کی گئی جس کا یہ شاعر صحیح معنوں میں متقاضی تھا۔ تدریسیاتِ فیض کا عمل برصغیر کی دانش گاہوں میں بالعموم اور پاکستان میں

بالخصوص ایک خاص وضع کی عصبیت کا شکار رہا ہے۔فیض کے متن کو درست سیاق وسباق میں پڑھنے کی بجائے اسے ایک خاص وضع کی نظریاتی صورت حال میں اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ترقی پسند تحریک، پنڈی سازش کیس اور مارشل لاء کے جبر کے خلاف فیض کے لکھے گئے لفظ کو ناقابلِ اعتنا سمجھا گیا اور اسے غدار، کمیونسٹ اور نجانے کیا کیا کہہ کر تدریس فیض کو فتویٰ سازی بنا دیا گیا۔ دوسری طرف جدیدیت کے علمبرداروں نے فیض کے بارے میں جو بظاہر ادبی بنیادوں پر فتاویٰ دیے اور اسے جمود کا شاعر قرار دیا گیا اسے بھی من وعن فیض کی تدریس میں استعمال کیا گیا سوایک خاص تناظر میں لکھی گئی تنقید کی روشنی میں فیض شناسی کا عمل پاکستانی جامعات میں عجیب وغریب منظر پیش کرتا رہا ہے۔

آج کے تناظر میں ہی دیکھا جائے تو حالیہ برس کو فیض کا سال قرار تو دے دیا گیا اور اس حوالے سے بہت سی جامعات اور سرکاری ونیم سرکاری ادارے اپنے اپنے طور پر بہت سے سیمینارز اور کانفرنسیں بھی منعقد کر رہے ہیں اور ان محفلوں کے شرکاء اور مذکورہ موضوع پر اُن کی گفتگو کی یکسانیت سے فیض شناسی کی روایت کو آگے بڑھنے میں مدد تو ضرور ملی ہوگی لیکن یہ شاعر جس سطح کی تحقیق وتنقید کا متقاضی ہے اُس کے لیے مطالعۂ فیض کے بے شمار گوشے ابھی تشنہ ہیں اگر تمام جامعات اور اداروں میں اپنی اپنی سطح پر فیض احمد فیض کی شخصیت اور شاعری کے موضوع پر کچھ تحقیقی منصوبوں کی منظوریاں دی جاتیں اور ایم فل اور پی ایچ ڈی کے طالب علموں میں اس موضوع پر تحقیقی نوعیت کے مقالہ جات لکھنے کا شغف پیدا کیا جاتا تو اس روایت سازی سے خواہ ایک یا دو برس کی تاخیر سے ہی سہی لیکن فیض پر گزشتہ تیس یا چالیس برس میں لکھے گئے مختلف مضامین کے انتخاب اور پرانی کتب کی از سرِ نو اشاعت کی بجائے چند نئے ،اہم اور منفرد تحقیقی کام سامنے آسکتے اور جامعات میں مطالعۂ فیض کی روایت کے ضمن میں چند اور پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔فیض احمد فیض پر پاکستان، ہندوستان اور دیگر ممالک میں تحقیقی نوعیت کے جو مقالہ جات لکھے گئے ہیں وہ اس قد آور شخصیت کی ادبی خدمات کے مقابل بہت کم ہیں اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ فیض کی شخصیت اور شاعری کے بہت سے پہلو جو اپنی اپنی سطح پر ایک باقاعدہ موضوع ہیں، ابھی تک توجہ حاصل نہیں کر سکے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ فیض کی فکر کی تعبیر اس کی شاعری کے موضوعات واسالیب میں کی گئی جبکہ فیض احمد فیض کی شخصیت اور افکار کو محض شاعری سے ہٹ کر کے تلاش کیا جا سکتا ہے۔ جہاں تک فیض احمد فیض کے بارے میں جامعات میں تحقیق کا تعلق ہے تو اس کی ابتداء ہندوستان سے ہوتی ہے جہاں رانچی یونیورسٹی میں ''فیض کی شاعری میں پیکر تراشی'' کے عنوان سے پہلا پی ایچ ڈی کی سطح کا مقالہ فیض کی زندگی میں ہی ۱۹۷۵ء میں لکھا گیا۔اس کے بعد تین اور پی ایچ ڈی کے مقالے کشمیر یونیورسٹی سری نگر، ناگ پور یونیورسٹی ناگ پور اور راجستھان یونیورسٹی جے پور

میں لکھے گئے جبکہ جواہر لال نہرو یونیورسٹی دہلی نے ۱۹۸۷ء اور ۱۹۹۱ء میں فیض کے مجموعۂ کلام ''نقشِ فریادی'' اور ''دستِ صبا'' پر ایم فل کی سطح کے تحقیقی مقالات لکھوائے۔ پہلے ذکر آچکا ہے کہ پاکستان میں پی ایچ ڈی کی سطح کے پہلے مقالے کا اعزاز بہاء الدین زکریا یونیورسٹی کو حاصل ہے اس کے علاوہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے ۱۹۹۳ء میں شاہین مفتی نے ایم فل کا مقالہ لکھا اور اس کے بعد کراچی یونیورسٹی سے ایم فل کی سطح کے تین مقالے فیض کی شخصیت اور شاعری کے حوالے سے لکھے گئے جبکہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور میں بھی ۲۰۰۹ء میں ایم فل کی سطح کا مقالہ لکھا گیا' اسی طرح انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد میں بھی ایم فل کی سطح کا ایک تحقیقی مقالہ کلامِ فیض کی فرہنگ مرتب کروانے کے حوالے سے زیرِ تکمیل ہے، یہ تمام مقالات فیض کی شخصیت، شاعری اور شعری اسلوب سے متعلق ہیں[۱]۔ ہماری یونیورسٹی میں آج بھی فیض کی فکر، شخصیت اور نثر سے متعلق تحقیقی کام کیا جارہا ہے جن میں فیض احمد فیض کی کتاب ''میزان'' کی روشنی میں ان کے نظریات' ۲۰۱۱ء میں فیض پر شائع ہونے والے منتخب ادبی جرائد کے فیض نمبر کا تنقیدی جائزہ، مشاہیرِ ادب کا عملی سیاست میں مقام (بحوالہ خصوصی: اقبال، فیض اور جالب) اور پی ایچ ڈی کی سطح کا مقالہ 'اردو میں زندانی ادب کی روایت (بحوالہ خصوصی: فیض احمد فیض، حبیب جالب اور حمید اختر)' شامل ہیں۔ میرے خیال میں اب بھی مطالعۂ فیض کے بے شمار گوشے ہیں جن پر تحقیق ہونا باقی ہے۔

یہاں سے جو بات واضح ہوتی ہے وہ یہ کہ فیضؔ کی شخصیت کا وہ پہلو جو دراصل اُن کی پہچان تھا اور جس کی بنا پر انھیں ناظم حکمت اور محمود درویش سے ملا کر دیکھا جاتا ہے اُس پر کسی بھی جامعہ نے بطورِ خاص کوئی تحقیقی کام کرانے کا حوصلہ پیدا نہیں کیا۔ مذکورہ پہلو سیاسی ہے، عمرانی اور مارکسی ہے جو ہماری ہیئتِ مقتدرہ کے تشکیل سازوں کی نظر میں ہمیشہ قابلِ اعتراض رہا ہے۔ انسان دوستی کا فلسفہ جو فیضؔ کی فکر کا بنیادی نکتہ ہے اپنی طرز کا ایک مکمل موضوع ہے، اسی طرح فیضؔ کی شاعری کے فنی پہلو، اُس کے معنیاتی نظام، استعاراتی نظام غرض اس طرح کے بہت سے پہلو ہیں جن پر مختصر تنقیدی مضامین کی صورت میں تو کچھ تحاریر مختلف رسائل و جرائد میں منظرِ عام پر آتی رہی ہیں لیکن جامعات کی سطح پر اس حوالے سے کوئی خاطر خواہ تحقیقی کام سامنے نہیں آسکے۔ اگر اُن چند اسباب کا احاطہ کرنے کی کوشش کی جائے جو ہمیشہ سے فیض احمد فیضؔ کی ایسی متنازعہ تصویر کشی کا باعث بنے ہیں جو اِنھیں خود میرؔ، غالب اور اقبالؔ کی روایت کا ہی علمبردار کہنے والوں کے اندر اُترنے نہیں دیتی اور ذاتی عناد کا شکار ہو کر وہ مطالعہ فیضؔ کو نہ تو اپنے مرتب کردہ نصاب میں وہ حصہ دیتے ہیں جو میرؔ، غالبؔ اور اقبالؔ کو دیا جاتا ہے اور نہ ہی تحقیق کے لیے اِسے اہم موضوع شمار کرتے ہیں۔

حواشی

۱۔ فیض پر ہونے والے تحقیقی مقالات

پی ایچ ڈی

مکمل:

☆ طاہر علی صدیقی، ''فیض کی شاعری کا فکری وفنی مطالعہ''، مقالہ برائے پی ایچ ڈی، س۔ن، راجستھان یونیورسٹی جے پور (انڈیا)

☆ طلعت جہاں، ''فیض کی شاعری میں پیکر تراشی''، مقالہ برائے پی ایچ ڈی، ۱۹۷۵ء، رانچی یونیورسٹی رانچی (انڈیا)

☆ عبدالرشید اختر، ''فیض احمد فیض: حیات، شخصیت اور شاعری''، مقالہ برائے پی ایچ ڈی، ۱۹۸۸ء، ناگ پور یونیورسٹی ناگ پور (انڈیا)

☆ نصرت آراء چودھری، ''فیض کی شاعری: روایت اور انفرادیت''، مقالہ برائے پی ایچ ڈی، ۱۹۸۶ء، کشمیر یونیورسٹی سری نگر (کشمیر)

☆ صلاح الدین حیدر، ''فیض احمد فیض: شخصیت اور فن''، مقالہ برائے پی ایچ ڈی، ۱۹۹۴ء، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان (پاکستان)

زیرِ تکمیل:

☆ ثمینہ نسیم، ''اردو میں زندانی ادب کی روایت (بحوالہ خصوصی: فیض احمد فیض، حبیب جالب، حمید اختر)''، مقالہ برائے پی ایچ ڈی، زیرِ تکمیل، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان (پاکستان)

ایم فل

مکمل:

☆ ثریا پروین، ''فیض احمد فیض کی شاعری میں نفسیاتی عوامل''، مقالہ برائے ایم فل، ۲۰۰۹ء، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور (پاکستان)

☆ شاہین مفتی، ''فیض کی شاعری میں رنگ کی اہمیت''، مقالہ برائے ایم فل، ۱۹۹۳ء، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد (پاکستان)

☆ ظہور احمد ملک، ''فیض احمد فیض: احوال و آثار''، مقالہ برائے ایم فل، ۲۰۰۲ء، کراچی یونیورسٹی کراچی (پاکستان)

☆ عبدالحلیم، ''فیض احمد فیض کے مجموعہ 'دستِ صبا' کا تنقیدی مطالعہ''، مقالہ برائے ایم فل، ۱۹۹۱ء، جواہر لال نہرو یونیورسٹی دہلی (انڈیا)

☆ لقاء الرحمٰن ''فیض کی شاعری کا ابتدائی دور ('نقشِ فریادی' کی روشنی میں)''، مقالہ برائے ایم فل، ۱۹۸۷ء، جواہر لال نہرو یونیورسٹی دہلی (انڈیا)

☆ محمد خاور نوازش، ''مشاہیرِ ادب کا عملی سیاست میں مقام (علامہ اقبال، فیض احمد فیض، حبیب جالب)''، مقالہ برائے ایم فل، ۲۰۱۱ء، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان (پاکستان)

زیرِ تکمیل:

☆ بادشاہ علی ''فرہنگِ کلیات فیض احمد فیضؔ''، مقالہ برائے ایم فل، زیرِ تکمیل، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد (پاکستان)

☆ معصومہ میر ''جدید اُردو شاعری میں فیضؔ کا مقام''، مقالہ برائے ایم فل، زیرِ تکمیل، کراچی یونیورسٹی کراچی (پاکستان)

☆ نغمہ تبسم ''فیض احمد فیضؔ: شخصیت اور شاعری''، مقالہ برائے ایم فل، زیرِ تکمیل، کراچی یونیورسٹی کراچی (پاکستان)

❁❁❁